امام علی رضا علیہ السلام اردو شعراء کی نظر میں

سید محمود حسن ضیاؔ بوترابی

حضرت امام علی رضا علیہ السلام رسولؐ کریم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے آٹھویں جانشین اور سلسلۂ عصمت کی دسویں کڑی ہیں۔آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور والدہ جناب امّ البنین عرف نجمہ(س) ہیں۔ جناب نجمہ کے متعلق علماء کا بیان ہے کہ آپ کا شمار اشراف عجم میں تھا اور آپ عقل ودیانت کے لحاظ سے افضل تھیں۔ جناب حمیدہ خاتون یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے امّ البنین سے بہتر کسی عورت کو نہیں پایا۔

علی بن میثم سے روایت ہے کہ حمیدہ خاتون کو رسولؐ خدا نے خواب میں حکم دیا تھا کہ جناب امّ البنین کی شادی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کردیں کیونکہ ان سے عنقریب ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو مادر گیتی کی آغوش میں بسنے والوں میں سب سے بہتر ہوگا۔[1]

علاّمہ محمد رضا تحریر فرماتے ہیں کہ جناب امّ البنینؑ حسن وجمال، زہد وتقویٰ میں اپنی آپ نظیر تھیں۔[2]

حضرت امام رضاؑ اپنے آباء واجداد کی طرح امام منصوص من اللہ ومعصوم زمانہ اور افضل کائنات تھے۔ علاّمہ ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں میں جلیل القدر اور عظیم المرتبت تھے۔[3]

حضرت امام علی رضاؑ کی تہذیبی، ثقافتی اور سیاسی زندگی کے بارے میں جب ہندوستان کے اردو شعراء نظر ڈالتے ہیں تو ہم در اصل یہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس وقت کے عظیم سانحوں، واقعوں، اور معجزوں سے متاثر ہوکر اردو شعراء نے بھی اشعار کہے ہیں۔جن میں سے چند اہم شعراء کے کلام کو یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

درج ذیل اشعار دبستان لکھنؤ کے کہنہ مشق شاعر جناب سرکار آغا سرؔکار لکھنوی مرحوم نے امام علیؑ رضا کی مدح میں کہے ہیں۔

افق پہ آٹھویں سرکار پھر ہے برسرِ کار
فضیلتوں نے سجا ہے محمدیؐ دربار

فضا میں صرف ترشح ہیں کوثر و تسنیم
رضاؑ کا ذکر ہے جنت سے آ رہی ہے پھوار[4]

جب حضرت امام علی رضاؑ پر جادوگروں نے جادو چلایا اور ان کے سامنے سے روٹیاں غائب کیں یا یوں کہوں کہ ان کے منھ کا نوالہ جادو کے ذریعے چھیننا چاہا تو امام علی رضاؑ نے اس شیر کی طرف جو قالین پر تصویر کی صورت میں موجود تھا، فقط نگاہ کی تو وہ اصل صورت میں آ کر جادوگر کو نگل گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ جو جادوگر امامؑ کا نوالہ غائب کر رہا تھا اب وہ امامؑ کے معجزے سے قالین پر بنے ہوئے شیر کا نوالہ بن گیا۔

محترم سرکار آغاز اس اہم معجزے کو اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔

لرز اٹھی سرِ دربار سطوتِ شاہی
گرج اٹھا سرِ قالیں جو ضیغمِ خونخوار

اب آگے محترم مرحوم ممدوح سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں

سلام تجھ پر غریبوں کے اے امامؑ غریب
سلام تجھ پہ فقیروں کے مونس و غمخوار
تصورات کے گرداب سے یہ عزم نظر
پہنچ گیا تری چوکھٹ پہ بے نوا سرکار[5]

فاضلؔ لکھنوی نے امام علی رضاؑ کی شان میں جس انداز میں اپنے اشعار کو پیش کیا ہے وہ انتہائی فخر و انبساط کا حامل ہے۔

تیری آمد کا ہے یہ منظر رضاؑ
خشک موسم بھی ہوئے ہیں تر رضاؑ
بولتا ہے وہ سرِ منبر رضاؑ
جو لہو ہے جسم کے اندر رضاؑ
فکر میری آسماں چھونے لگے
بخش دیں گر علم ذرّہ بھر رضاؑ

سنگریزے چاند سورج بن گئے
آپ کے قدموں سے مس ہو کر رضاؑ
جوڑ دیتا ہے دلوں کے آئینے
آپ کی دہلیز کا پتھر رضاؑ ۶؎

فاضلؔ لکھنوی ایک اچھے قصیدہ گوشاعر ہیں۔ انہوں نے ائمہ معصومینؑ کی شان میں بہت قصیدے کہے ہیں۔خوبصورت بندشیں، نادر تشبیہیں اور تراکیب وسلاست وروانی کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ وہ اپنے ایک قصیدے میں اپنی دلی کیفیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

تمہارے سینے میں محفوظ ہے ہر ایک آواز
فضاؤ ہم کو سنادو ذرا صدائے رضاؑ
خلل پڑا نہ چراغ عمل کی لَو میں کوئی
اندھیرا جتنا بڑھا اتنا جگمگائے رضاؑ

امام علی رضاؑ اس شخصیت کا نام ہے جس اکا اعتراف اپنوں نے بھی کیا ہے اور غیروں نے بھی جس کی گواہی ان بکثرت مناظروں نے دی ہے جو امام علیؑ رضا علیہ السلام نے مختلف مذاہب کے بزرگان سے فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی واقعات وروایات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضلؔ لکھنوی فرماتے ہیں۔

گزرے جو لمحہ ثنائے رضاؑ کے ساتھ
وہ وقت تابہ حشر رہے گا بقا کے ساتھ
اس درجہ پر کشش ہے یہ نقش قدم ترا
پیشانیاں ہزاروں ہیں اک نقش پاکے ساتھ
تصویر شیر اپنی حقیقت میں آگئی
جادو کیا جو وارث شیر خدا کے ساتھ

فاضلؔ لکھنوی صاحب امام علی رضاؑ کے روضے کی منظرکشی اس طرح کرتے ہیں ۔

کوئی پل ایسا نہیں جس میں نہ ہوتا ہو طواف
آپ کے روضے میں بھی کعبے کے منظر ہیں رضاؑ

جنتوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا
دیکھ کر رنگِ گلستان رضاؑ
ہے غذائے خلد سے زائد لذیز
چکھ کے دیکھو لذت نان رضاؑ

عہد حاضر کے ایک مذہبی وادبی شاعر مہدی باقر صاحب محتاج تعارف نہیں ہیں۔ اردو شاعری کے علاوہ فارسی میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔ یہ ان کے کلام کی دوسری منزل ہے جس میں ان کے عمیق مطالعے اور سنجیدہ فکر کا پرتو ملتا ہے اسی اعتراف کے پیش نظر یہاں پر ان کے وہ اشعار پیش کیے جارہے ہیں جو امام علی رضا علیہ السلام کی مدح میں کہے گئے ہیں۔ جس سے ان کی شاعری کے معیار کی نشاندہی ہوتی ہے۔

صد حیف سوخت در دل وجانم پیام ما
امسال رفت و ماند درود و سلام ما
تسبیح ذکر نام تو را می کشم ، نفس
با تو سحر شدہ ست ہمہ صبح شام ما
دیوانہ را بہ فکر توانا نیاز نیست
آغشتہ خیال تو شد فکر خام ما
در پیشگاہ دوست بگیرد اجل مرا
ای کاش این چنین بشود اختتام ما
فرمائش جناب تو آغاز می شود
زانجا کہ ختم گردد فکر و کلام ما

فارسی کلام کی طرح اردو کے اشعار بھی قابل قدر ہیں۔

سلام شاہ خراسان و انس و جان سلام
وقار خلق خدا مصطفیؐ کی جان سلام
ترا وجود ہے آئینہ جمال جمیل
ترا مزار ہے کعبہ کی آن بان سلام

خموش تھی لب قرآن و دین پیغمبرؐ
ترے عمل نے عطا کی اسے زبان سلام
نبی کے دین کی تعمیر تیرا نصب العین
علیؑ کی طرز سیاست کے ترجمان سلام

مہدی باقر صاحب کے کلام میں سادگی ، برجستگی اور لطافت ہے وہ کسی بھی واقعہ یا کیفیت کے اظہار کے لیے آسان سے آسان الفاظ کو شعری اسلوب دے کر اپنی بات کو واضح کرنے میں کامیاب ہیں۔ کہیں بھی کسی بات کو انھوں نے گنجلک یا بے معنی بنانے کی شعوری طور پر کوشش نہیں کی ہے جس سے ان کے مزاج کی سادگی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ان کے دیگر شعری سرمایہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ احادیث وروایاتِ ،قرآن اور اصل وفرع اسلام پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

ہادی رضا ہادیؔ جو امّی شعراء میں سے ہیں۔ ایک کتاب ''امّی شعراء'' کے نام سے گزری، اس میں ان کا کلام موجود ہے۔ ان کے قصیدے کے چند اشعار یہاں پیش کیے جارہے ہیں۔

فردوس کا گلزار گلستان رضاؑ ہے
رضوانِ جناں جو ہے وہ دربانِ رضا ہے
دہلیز پہ سرخم ہیں سلاطین جہاں کے
کیا شانِ رضاؑ شانِ رضاؑ شانِ رضاؑ ہے
جس جا سے ابھرتا ہے ہر اک صبح کا سورج
کچھ اور نہ کہیے وہ خراسانِ رضاؑ ہے
شاعر ہوتو پھر نظم کرو شہ کے مصائب
دعبل کے وسیلے سے یہ فرمان رضاؑ ہے
ہادیؔ ہے مرے سامنے وہ رشک کے قابل
طاہر ہے مظفّر ہے جو مہمان رضا ہے[۷]

جناب وفاؔ ردولوی صاحب ایک اچھے قصیدے نگار ہیں انھوں نے بھی ائمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں قصیدے کہے ہیں۔ یہاں پر امام علی رضاؑ کے متعلق چند اشعار پیش کیے جارہے ہیں۔

ولائے رضاؑ کی بدولت ملی ہے
نہ غربت رہی اب، نہ اب مفلسی ہے
ہے باب رضاؑ ایک ایسا وسیلہ
جہاں پر دعا بھی دعا مانگتی ہے
جبیں پر ملی جب سے خاک خراساں
ہر اک روشنی مجھ کو پہچانتی ہے
درِ مرتضیٰؑ سے امام رضاؑ تک
یہ جبرئیل کی آٹھویں نوکری ہے
کسی دن بھی باب رضاؑ تک پہنچنا
وفا کے لیے دوسری زندگی ہے۔ ۸

مذکورہ شعر میں شاعر نے امام رضاؑ کے اعلیٰ مراتب، مقصد اور عمل پر روشنی ڈالی ہے۔

جناب شہنشاہ حسین رضوی لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ شہنشاہ صاحب کے مختلف قصیدے مختلف رسالوں میں شائع ہوئے ہیں۔ انہوں نے قصیدے کو اپنے صادق اظہار کا وسیلہ بنایا ہے اور مسرت کو بے جا طور پر اپنے اوپر طاری کرنے کی کوشش نہیں کی اور غم پر دبیز پردے نہیں ڈالے بلکہ ان دونوں کے امتزاج سے قصیدے کو مسرت اور افسردگی کا حقیقی مرقع بنا دیا ہے مثلاً

حق کا میں دوستدار ہوں باطل نوا نہیں
غیر رضاؑ سے مجھ کو کوئی واسطہ نہیں
جو دل سے دوستدار امام رضاؑ نہیں
کوئی بھی ہو وہ عاشقِ خیر الوریٰ نہیں
حق سے وہ بے نیاز ہے حق آشنا نہیں
جس کی زباں پہ مدح امام رضاؑ نہیں
حقاؑ وہ رہگذارِ رضاؑئے غریب ہے
جس کے سوا جناں کا کوئی راستہ نہیں
الفت رضاؑ کی لیکے جو محشر میں جائیں گے

ان کے لیے صراط کوئی مرحلہ نہیں
عشق رضائے پاک ہی اجر رسولؐ ہے
واجب یہ وہ عمل ہے کہ جس کی قضا نہیں
یوسف کا حسن خاک ہے جز حسن مصطفیٰ
خلقت میں ان کا اور کوئی آئینہ نہیں
رضوی جو پیروئ امامؑ رضا کرے
اس کے لئے نجات کوئی مسئلہ نہیں۹

روایت میں ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کے دور کے مسلمان آپ کے شیدائی تھے۔ امامؑ کے دیدار اور ان سے حدیث سننے کے لئے شب و روز کی پرواہ نہیں کرتے تھے ۔ اس بات کا واضح ثبوت امامؑ کا وہ تاریخی استقبال ہے جو مدینے سے مرو تک کے سفر میں ہوا۔ مدینہ سے مرو تک تمام مسلمان آپ کا احترام کرتے تھے اور زیارت کے مشتاق رہتے تھے ۔ شہادت کے بعد بھی یہی حال رہا۔ آپ کا روضۂ مبارک اس وقت سے آج تک محبین کے علاوہ بہت سے مسلمانوں کی وحدت کا محور رہا ہے اور علمائے اہل سنت کی بزرگ ترین ہستیوں میں سے کافی تعداد جیسے خزیمہ، ابن حبان حاکم نیشاپوری،غزالی اور داؤد۱۰ آپ کی زیارت کو جاتے تھے اور آپ کے روضۂ مبارک سے معنویت اور قدسی عرفان وآگہی کے جوش مارتے چشمے کے گھونٹ پیتے تھے اور اس گلستان سے تازہ پھول چنتے تھے۔ بہر حال اپنے موضوع سخن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عرض کردوں کہ مضطر جونپوری بھی امام علی رضاؑ کی عرفانی زندگی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی شاعری کو موضوع بناتے ہوئے بلا جھجک کہتے ہیں۔

جب نگاہوں میں جمال مصطفیٰ کردار ہے
آدمی کیوں آدمی سے برسر پیکار ہے
آگیا نام رضاؑ لب پر مرے صلّی علیٰ
کلک مدحت پھر ثنا کے واسطے تیار ہے
ابن کاظمؑ کی محبت کا جسے اقرار ہے
جنت وتسنیم و کوثر کا وہی حقدار ہے
وہ رضاؑ ہے اور ہے اس کی رضا رب کی رضا

مومنوں کا قلب جس کے عشق سے ضوبار ہے
یہ ہیں فخر انبیاء نازاں ہیں ان پر عصمتیں
انّما گویا فضیلت طرّۂ دستار ہے
اے شہنشاہ خراسان وارث شہر علوم
تیرا دل روز ازل سے مخزن انوار ہے
وہ عرب ہوں یا عجم سب کے لیے شاہ امم
تیرا ہی نقش کفِ پا مطلع انوار ہے
کیا تقابل روضۂ مولا سے باغ خلد کا
خلد تو آباد زیر سایۂ دیوار ہے
پھر دوبارہ روضۂ اقدس پہ آنا ہو نصیب
التجا مضطؔر کی ہے اور آپ کی سرکار ہے[۱۱]

مضطؔر جونپوری کا یہ قصیدہ انتہائی عقیدت سے لبریز ہے۔ تاریخی واقعات کو اپنے قصیدے میں مکمل طور پر برتا ہے۔

جناب حسن عسکری نے بھی امام علی رضا علیہ السلام کی شان میں قصیدے کہے ہیں۔ حسن عسکری کی شاعری کا مطالعہ کرنے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے پاس لفظوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں ہر طرح کے لفظ ہیں۔ خوبصورت، سڈول اور بھدّے بھی۔ اور یہ گُر بھی جانتے ہیں کہ لفظوں سے کب اور کیا کام لینا ہے۔

تسبیح کے ہر دانے پہ سو بار پڑھا ہے
حقا کہ رضا سالک تسلیم و رضا ہے
مشہد کی زمیں گوہر ہشتم سے ہے روشن
خورشید بھی اس خاک کے ذرّوں سے بنا ہے
سب عکس محمدؐ ہیں یا تصویر علیؑ ہیں
چودہ ہیں مزاج ان کا مگر ایک رہا ہے

محشر میں ملے سایۂ دامان محمدؐ
حق ہے کہ یہی وردِ حسنؔ صبح ومسا ہے[۱۲]

مولانا حسنؔ ظفر صاحب امام رضاؑ کی مدح میں اشعار کہہ کر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

مرے لب پہ جاری یہ کس کی ثنا ہے
کہ جنت بنی جارہی یہ فضا ہے
جہاں خوں میں شامل علیؑ کی ولا ہے
وہاں دیکھ لیجئے وفا ہی وفا ہے
کہاں میں کہاں مدح شاہِ خراساں
یہ زور بیاں تو انہیں کی عطا ہے
نہ مال جہاں اور نہ منصب کی خواہش
نگاہوں میں بس آپ کا نقش پا ہے
نمک خوار شاہِ خراسان ہوں میں
قصیدے ہمیشہ انہیں کا پڑھا ہے
لکھی ہے حسنؔ منقبت خون دل سے
کہ اس میں امام رضاؑ کی رضا ہے[۱۳]

امام علی رضاؑ کے فضائل کے سمندر کو دنیا کا کوئی شاعر اور کوئی فرد بھی فکر کے کوزے میں مقید نہیں کرسکتا۔ لاہور سے نکلنے والا رسالہ ''خواجگان'' میں جناب طاہر ناصر علی جیسے اچھے شاعر کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ وہ مشہد مقدس کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے تاثرات کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

کچھ لمحے گزار آیا ہوں مشہد کی زمیں پر
اب دل مرا لگتا نہیں ہے اور کہیں پر
چوما ہے کئی بار ترے قدموں کو جس نے
اس خطے کی مٹّی کو ملوں اپنی جبیں پر

گھر میں مجھے آئے ہوئے مدّت ہوئی لیکن
یوں لگتا ہے چھوڑ آیا ہوں میں خود کو وہیں پر

اب تو شاعر کا یہ حال ہے کہ سرزمین مشہد مقدس کو چھوڑ کر کہیں جانے پر آمادہ نہیں جس کی بنا پر انتہائی اضطرابی کیفیت میں شاعر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

مولا میں ترے در کو نہ اب چھوڑ کے جاؤں
حسرت ہے کہ بن جائے مری قبر یہیں پر
میں حبِّ رضاؑ لے کے چلا ہوں سوئے جنت
ہے نقشِ قدم انکا در خلد بریں پر

ان اشعار کو دیکھئے جس میں شاعر کا مشہد مقدس کی سرزمین سے واپسی کے بعد کا حال صاف ظاہر ہوتا ہے۔

آیا ہوں ترے در سے مگر کیسے بتاؤں
گذری ہے ترے ہجر میں کیا قلب حزیں پر
اندازہ ہوا مجھ کو یہ مشہد میں پہنچ کر
یوں لگتا ہے جنت اتر آئی ہے زمیں پر
مولا کی مودت کو چھپاتے نہیں طاہر
رہتی ہے یہ ہمراہ اگر جائیں کہیں پر[۱۴]

اس شعر کو بھی دیکھئے جس میں مولای متقیان حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے سلسلے میں شاعر کا عقیدت سے جوش مارتا ہوا جذبہ عیاں ہے۔

پلکوں سے زمیں کھود کے پہنچوں گا نجف میں
تم بعد قضا دفن مجھے کر دو کہیں پر

جناب صفدر عباس رضوی جو ایک صحافی ہیں۔ ان کی رہائش کئی سالوں سے دہلی میں ہے۔ ان کا ایک قصیدہ امام رضاؑ کی شان میں مجلّہ ''خلافت'' میں شائع ہوا ہے۔ جو اپنی جگہ بے مثال ہے۔ یوں تو ہر انسان میں احساس کی صلاحیت موجود ہے۔ مگر صفدر عباس کے طرز احساس کی پہلی نمایاں خصوصیت سپردگی ہے اس لئے عام طور پر ان کے بہترین اشعار وہ ہیں جن میں طرز احساس نکھر کر

سامنے آتا ہے۔ضمناً چند اشعار پیش کیے جارہے ہیں۔

ہر آسماں کی بلندی ہے زیر پائے رضاؑ
میں سوچ بھی نہیں سکتا ہوں ارتقائے رضاؑ

اُجالا علم کا پھیلے گا ساری دنیا میں
نقاب رخ جو الٹ دے قمر لقائے رضاؑ

اندھیرا آنکھوں میں چھاجائے آفتاب کے بھی
بغور دیکھ لے دم بھر جو نقش پائے رضاؑ

مہک زبان سے آنے لگے گلوں کی طرح
خلوص دل سے کرے جو کوئی ثنائے رضاؑ[۱۵]

صفدر رضوی نے اپنی شاعری کے لیے جو میدان منتخب کیا وہ کسی سے مستعار نہیں ہے بلکہ انہوں نے جو محسوس کیا اسے اپنے مطالعے کی ترازو پر تول کر اپنی شاعری میں جگہ دی ہے۔

مذکورہ شعراء کے علاوہ ایسے بے شمار شعراء ہیں جنہوں نے امام علیؑ رضاؑ کی شان میں قصیدے کہے ہیں جن میں میرانیسؔ، دبیر، تعشق لکھنوی ڈاکٹر وحیدر اختر، صفی لکھنوی، شہرت لکھنوی آل رضا، نجم آفندی، نسیم امروہوی، جمیل مظہری، رزم ردولوی، عظیم امروہوی ، صغیر عابدی، کاظم جرولی، نیر مجیدی، شارب لکھنوی، مائل لکھنوی، ابر ہلوری اور عزیز ہلوری وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کہنا مناسب ہے کہ عربی ، فارسی اور اردو کے علاوہ دنیا کی قدیم زبانوں ، مصری ،عبرانی ، یونانی، سنسکرت اور قدیم چینی میں بھی امام رضاؑ کی مدح میں کہے گئے قصیدے کے آثار ملتے ہیں۔

راقم الحروف نے بھی امام علی رضاؑ کی شان میں چند قصیدے کہے ہیں جن میں سے مختلف قصیدے کے چند اشعار یہاں پیش کیے جارہے ہیں۔

علی رضاؑ کی جو مدح وثنا زبان پر ہے
شجر کی شاخوں میں مہکا ہوا گل تر ہے

ہر ایک بیت پہ تعمیر خلد میں گھر ہے
بڑا امیر رضاؑ آپ کا سخنور ہے

فضیلتیں تری تاروں کے مثل ہیں روشن
شمار کرسکیں یہ سب کے بس کے باہر ہے
اندھیرے چھو نہیں سکتے کبھی ترا دامن
ہر ایک حرف ترے نام کا منوّر ہے
فلک سے نور برستا ہے تیری آمد پر
سیاہ رات میں روشن ترین منظر ہے
کھڑے ہیں جھولیاں لے لے کے سب امیر و غریب
فقیر سارا زمانہ ہے تو تونگر ہے

راقم الحروف نے ایک قصیدہ تاریخی پس منظر کے مدنظر کہا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جب امام علی رضاؑ مامون کے اصرار پر نماز عید پڑھانے کے لیے جانے لگے تو لوگ عید کے روز سڑکوں اور چھتوں پر حضرت کی سواری کی شان کو دیکھنے کے لیے جمع ہوگئے ایک بھیڑ لگ گئی ۔عورتوں اورلڑکوں سب کی آرزو تھی کہ حضرت امام علی رضاؑ کی زیارت کریں ۔اس تاریخی واقعے کو اس شعر میں دیکھیں۔

نماز عید پڑھانے چلے جو گھر سے امامؑ
زمانہ کہہ اٹھا یہ وارث پیمبرؐ ہے

امام علی رضا علیہ السلام کے مناقب وصفات نہایت بلند تھے اور آپ کے مکارم اخلاق نہایت عظیم تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے علی ابن موسیٰ الرضاؑ کو اپنا وارث اس لیے قرار دیا کہ وہ ان کو سب سے زیادہ منصب امامت کا اہل سمجھتے تھے۔[۱۶]

بہر حال امام علی رضاؑ کے قول وفعل سے بے انتہا کرامات ظاہر ہوئے ہیں۔اور آج بھی بہت سے کرامات، مشہد مقدس ایران جا کر دیکھے جاسکتے ہیں۔

انہیں تاریخی واقعات وکرامات کو اپنے اشعار میں جگہ دینے کی کوشش کی ہے۔

شیشۂ دل میں اتر آئی رضاؑ کی تصویر
مشعل راہ بنی راہنما کی تصویر
شیر قالیں پہ نگاہیں جو پڑی مولا کی
دشمنوں کو نظر آئی ہے قضا کی تصویر

روحیں جسموں سے نکل آئیں اڑے ہوش وحواس
دیکھی کفّار نے جب غیظ خدا کی تصویر
نور اتنا ہے کہ نظروں کا ٹھہر نا ہے محال
کیسے کاغذ پہ اتاروں میں رضاؑ کی تصویر
آیتیں جھوم اٹھیں وجد میں آئے سورے
سارے کاغذ پہ جو کھینچی ہے ثنا کی تصویر

آخری دو شعر کو بھی ملاحظہ فرمائیں جو ممدوح اور اس کے خالق کے کمال کی طرف اشارہ ہے۔

غور سے دیکھا کیے سارے نبیؐ حسن وجمال
جب مصوّر نے بنائی ہے رضاؑ کی تصویر
آسماں پر ہی رہا جسم کا ان کے سایہ
تب زمینوں پہ نظر آئی رضاؑ کی تصویر
قید کوزے میں سمندر کہیں ہوتا ہے ضیاؔ
کھینچ سکتا نہیں میں نور خدا کی تصویر

اس قاتل پر خدا کی بے شمار لعنت ہو کہ جس نے امام رضاؑ کی اس قدر فضیلتوں کے باوجود انہیں زہر سے شہید کرایا۔

کیا شہید غریب الوطن کو دے کے زہر
یہ واقعہ بھی نہیں کربلا سے کم تر ہے
ضیاؔ محبّ رضا ہے دلیل دیتا ہوں
زباں پر ہے وہی جو بھی دل کے اندر ہے

حوالے:

۱۔اعلام الوراء، ص ۱۸۲

۲۔ جناب الخلود، ص ۳۱

۳۔صوائق محرقہ، ص ۱۲۲

۴۔دربار اہلبیت ،ص ۱۵۳
۵۔دیوان دربار اہلبیتؑ ،ص ۱۵۳
۶۔"Souvenir" یوم غم حسین ص ۳۴، ۶۔۲۰۰۵ء
۷۔امّی شعراء، ص ۵۵
۸۔مجلّہ خلافت، ص ۳۳، ماہ جون ۲۰۰۵ء
۹۔پرچھائی، ص ۴۲، جولائی ۲۰۰۸ء
۱۰۔سیرۃ امام رضاؑ، ص ۱۲۰، ۱۲۲۔
۱۱۔اصلاح ، ماہانہ لکھنؤ، ص ۳۴، اکتوبر ۲۰۱۰ء
۱۲۔رسالہ خواجگان، شرح پیشانی کتاب، اکتوبر ۲۰۰۷ء
۱۳۔خواجگان، ص ۱۶، اکتوبر ۲۰۱۱ء
۱۴۔رسالہ خواجگان ،ص ۳۶، اکتوبر ۲۰۱۱ء
۱۵۔مجلّہ خلافت لکھنؤ، ص ۳۲، ماہ جون ۲۰۰۲ء
۱۶۔اثنا عشریہ، ص ۴۶، طبع لاہور ۱۹۲۵ء